قمر الحسنین

غلطیہائے مضامیں مت پوچھ

مفکرِ احرار، چودھری افضل حق رحمۃ اللہ کے سوانح پر ابو یوسف قاسمی مرحوم کی کتاب کے ضمن میں۔

حال ہی میں لاہور کے ایک تجارتی ادارہ بساطِ ادب نے قبلہ چودھری افضل حق رحمت اللہ علیہ کی شخصیت پر بہت پہلے لکھی گئی ایک کتاب چھاپی ہے جس کے مندرجات فکرِ احرار سے متصادم ہیں۔ کتاب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طابع نے کتاب محض بیچنے کیلئے چھاپی انہیں چودھری صاحب کے قبیلۂ احرار کے افکار و نظریات سے کوئی لگاؤ نہیں ورنہ اس کی اصلاح ضرور کی جاتی خصوصاً جبکہ مسودہ کتاب مالکانِ بساطِ ادب کے پاس بیس برس تک محفوظ رہا مولانا غلام رسول مہر کا مضمون خاص طور پر محلِ نظر ہے مولانا نے احرار کے نظریات و شخصیات کو حسن سطور میں کاٹ کر رکھ دیا ہے زیر نظر سطور میں مولانا کی سطور کے حسن مستعار کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ احرار کا یہ نظریہ تھا اور ہے کہ تمام جاگیردار اور سرمایہ دار طبقہ رضاءِ الٰہی کیلئے یا مسلم مفاد کیلئے قربِ سلطانی کا آرزومند نہیں تھا بلکہ رضاءِ فرنگ ان کی انتہاءِ عشق تھی جس کیلئے صدری روایات کی بجائے سینہ کتاب کی درایت پیش خدمت ہے۔ چودھری افضل حق مصنفہ ابو یوسف قاسمی ص ۶۲ پر مولانا مہر رقم طراز ہیں۔

صاحب میاں (سر فضل حسین) کا یہ نظریہ کہ "مسلمانوں کا ایسا طبقہ ضرور رہنا چاہیئے جو انگریزوں سے تعاون کرتے ہوئے مسلمانوں کے حقوق غصب نہ ہونے دے۔

یہ نظریہ بھی تو مسلمان جاگیردار نے ہندو جاگیردار سیاستدانوں سے مستعار لیا تھا۔ مغلوں کے عہد سے ہی ہندو نے انگریزوں سے دستِ تعاون بڑھایا اور قربِ سلطانی سے لذت اندوز ہوئے اور حظِ وافر پایا اگرچہ کچھ ہندو انگریز سے مزاحمت کا رول ادا کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں مگر قومی زندگی میں انفرادی عمل معتبر اور مؤثر نہیں ہوتا۔ ۱۸۵۷ سے ۱۸۸۳ تک مسلمانوں کی فرنگی سے مزاحمت کا کردار اتنا شاندار ہے کہ دنیا بھر کی تاریخ میں ایک مثال ہے۔ میاں صاحب نے یہ نظریہ بھی ۱۸۸۳ء کے ان مسلم وڈیروں سے وراثت میں پایا تھا۔ جو مزاحمت کا راستہ چھوڑ کر فرنگی سے مفاہمت کی بیل گاڑی میں جُت گئے تھے۔

۱۸۸۳ء میں انگریزوں نے ہندوستانیوں کو (مسلم، ہندو) میونسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ میں شریک کیا۔[۵۲] فرنگی کو ہندوستانیوں کا یہ سیاسی اشتراک و اتحاد بایں وجہ پسند نہ آیا کہ پھر مسلم اور ہندو ہندوستانی قوم کے طور پر ابھرنے لگے تو مسٹر بیک نے علی گڑھ کے مفلوج مسلمانوں سے شور و غوغا برپا کرایا اور ہندوستان بھر میں گاؤ کشی کے سلسلہ میں ہندو مسلم فساد کروایا۔ پھر مسٹر بیگ اور علی گڑھ کالج کے طلباء دونوں دلی گئے۔ مسٹر بیک خود جامع مسجد کے دروازے پر بیٹھ گیا اور آنے جانے والے مسلمانوں کو بھڑکا کر دستخط لئے۔ ۲۰۷۳۵ دستخط کرائے کہ ہندو گاؤ کشی بند کرا کے ہمارا کھانا پینا بند کرنا چاہتے ہیں[۵۳]۔ اس "کارِ خیر" کو مزید مستحکم کرنے کیلئے ۱۸۸۳ء میں اینگلو

[۵۲] مسلمانوں کا روشن مستقبل ص ۳۱۲ [۵۳]، ایضاً ص ۳۱۳

انڈین ڈیفنس ایسوسی ایشن قائم کی گئی۔ جس کے مقاصد صرف یہ تھے کہ ہندو مسلم اشتراک و اتحاد باقی نہ رہے بلکہ مسلم انگریز اتحاد عمل میں آئے چنانچہ مسٹر بیک اسمیں کامیاب رہے[۳]۔

اس کے بعد "انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن" قائم کی گئی اس کے ذریعہ بھی ہندو مسلم فتنہ برپا کرنے کی سعی کی گئی جس کے نقائص بیان کرتے ہوئے مسٹر بیک کہتا ہے۔

"یہ خالص مسلمانوں کی جماعت نہ تھی بلکہ اس میں ہندو بھی شامل تھے"[۴]۔ دس برس تک پیٹریاٹک ایسوسی ایشن کے ذریعہ انگریز نے مسلمانوں سے سیاسی مقاصد کی تکمیل کرائی اور مفاہمت پسند مسلمان اسی سانچے میں ڈھلتا چلا گیا تاآنکہ ۱۸۹۳ء میں مسز بیک نے علی گڑھی "اکابر" کے ذریعہ مسلم مفادات کا نیا کھڑاگ رچایا اور تیسری ڈیفنس ایسوسی ایشن "قائم کر کے اس کے افتتاحی اجلاس میں "فرمایا"۔

"گاؤ کشی کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو گائے کی قربانی نہ کرنے دیجائے اور انگریزوں اور مسلمانوں دونوں کو کھانے کیلئے گائے ذبح کرنے نہ دی جائے۔ گاؤ کشی روکنے کیلئے وہ اپنے مخالفوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں تاکہ وہ بھوکے ہو کر مغلوب ہو جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بمبئی اعظم گڑھ وغیرہ میں خونریز بلوے ہوئے ان دونوں ستورستوں کی وجہ سے مسلمان اور انگریز دونوں نشانہ بنے ہوئے ہیں اس لئے مسلمانوں اور انگریزوں کو اتحاد کر کے ان تحریکوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے اور جمہوری طریق سلطنت کے اجراء کو اس ملک کے حسب حال نہیں ہے اس لئے ہمیں حقیقی وفاداری اور اتحاد عمل کی تبلیغ کرنی چاہیئے"[۵]۔

میاں سر فضل حسین اسی اتحاد عمل کے حسینی مبلغ تھے اور ان کا مذکورہ نظریہ انگریز کے اسی فکری تناسل کا مولود ہے اس دور کے جاگیردار اور سرمایہ دار کی ذاتی سوچ قطعاً نہ تھی ان کی تمام تر توجہ رضاء فرنگی پر مرکوز تھی اور اسی رضاء کے حاصل کرنے کیلئے میاں صاحب نے سر ظفراللہ خاں کی سفارش کی ورنہ یہ بات نہیں کہ ہندوستان بھر میں ظفراللہ خاں سے بہتر آدمی میسر نہ تھا۔ مولانا غلام رسول مہر نہ جانے سر فضل حسین کیلئے نرم گوشہ کیوں رکھتے ہیں حالانکہ وہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے حلقہ بگوشوں میں سے ہیں اور مولانا آزاد سر فضل حسین کو اسی طرح ٹوڈی سمجھتے تھے۔ جس طرح احرار۔

بقیہ از ٦٦

یعنی نشیات فروشوں کی مدد سے نشہ بازوں کو نشے سے روکیں گے۔

O میری زمینوں کا پانی بند کر دیا گیا ہے۔ (بے نظیر کا وزیر اعظم کو خط)
(جوناتھن جہاز روکنے کا رد عمل؟)

میر کیا خوب ہے بیمار ہوئی جس کے سبب اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتی ہے

O مولوی مذہب کے ٹھیکیدار نہیں ہیں۔ (ایک ادارے کے سربراہ کا بیان)
مولوی مذہب کے ذمہ دار ہیں اور تم نمک مردار

---

[۳] مسلمانوں کا روشن مستقبل ص ۳۱۵ [۴] ایضاً ص ۳۱۵ [۵] ایضاً ص ۳۱۷-۳۱۶